بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہات

عالمِ اسلام ۔ لمحۂ فکریہ

الحمدللہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین. امابعد.

عالمِ اسلام بالعموم اور پاکستان بالخصوص جن گمبھیر حالات سے گزر رہا ہے اور جس طرح عالمِ اسلام کے مقتدر لوگ ان حالات سے بے تعلق ہو رہے ہیں بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو مقتدر لوگ جس غفلت مجرمانہ کا عملی کا مظاہرہ کرر ہے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے اس تشویش کا اظہار کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ عالمِ اسلام کے مقتدر لوگوں نے اپنا مستقبل خدائے بزرگ وبرتر کے حوالے سے دیکھنے کی بجائے مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر ملت اسلامیہ کو ہی خدا نخواستہ باطل اور کافرانہ قوتوں کے حوالے کردینے کا ارادہ کر کے ان قوتوں کو اپنا ملجاوماوی سمجھ لیا ہے۔

ابن آدم نے ہمیشہ تاریخ سے قوموں کے عروج وزوال کی داستان کو پیش نظر رکھ کر اپنے مستقبل کی ترقی کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ وحی الہی نے اس سلسلے میں ہمیشہ انسان کی رہنمائی کی ہے اور "اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" کے بنیادی قانون بقائے اصلح کی بنیاد پر اہل متحرک وچوکس اور دلدادگان حق کی کامیابی اور نااہل، بدباطن مداھن اور سست، کاہل اور دلدادگانی عیش کوشی کی تباہی اور ذلت آمیز انجام زیست کی وعید سنائی ہے۔

وحی الہی نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کی ان راستوں کی طرف راہنمائی فرمائی ہے جو سراسر ہدایت یعنی ایصال الی المطلوب کی بے ضرر اور حتمی ضمانت ہیں۔ جن پر چل کر انسان نہ صرف دنیا کی اس چند روزہ زندگی میں انفرادی اور اجتماعی طور پر کامیابی وکامرانی کو حاصل کرسکتے ہیں بلکہ مابعد حیات مستعار اخروی زندگی میں بھی فوز وفلاح سے ہمکنار ہوسکتے ہیں۔

وحی الہی کی سب سے آخری کتاب میں جو دنیامیں اس وقت قرآن کے نام سے متعارف زمانہ ہے،اس کے نازل کرنےوالے نے اس حقیقت کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے کہ دنیامیں جب بھی انسانوں کے کسی گروہ نےوحی کی تعلیمات پر عمل کیا ہے وہ نہ صرف اپنے ہم جنسوں سے ممیز و ممتاز بن گیا ہے بلکہ کائنات کے کونی اور تکوینی عوامل بھی اس کی دسترس سے باہر نہیں رہے اور اس دعوے پر تاریخ اقوام وملل سے متعدد شہادتیں پیش کی ہیں جن کو اقوام عالم تسلیم کرچکی ہیں۔

یوں تو یا "یھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" کے حوالے سے سارے انسان اس آخری کتاب اور حامل کتاب ﷺ کے مخاطب ہیں لیکن اقرار انکار اور تصدیق وتکذیب کے حوالے سے مخاطبین دو طبقوں میں بٹ جاتے ہیں۔

ایک وہ جو اقرار و تصدیق کرکے مسلمانوں کے نام سے ایک ملت تشکیل دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو انکار و تکذیب کرکے منکر و کافر کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اس طرح گویا انسان اپنے عمل اور عقیدے کے حوالے سے دو بڑے گروہوں میں بٹتا ہے۔ مسلمان جب قرآن کی تصدیق کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ وہ اس میں موجود تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا پابند ہے اور اس کے علم وفراست میں کامیابی کیلئے اس دستور العمل کے سوا کوئی دوسرا دستور العمل سرے سے ہے ہی نہیں اور اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان اس دستور العمل کی کسی ایک آدھی شق سے انحراف کرے تو بعینہ اسی طرح جس طرح غیر مسلم معاشروں میں ان کے رائج الوقت آئینی سانچوں سے انحراف پر غداری اور بےوفائی کا مقدمہ چلتا ہے، اس مسلمان پر جرم کی نوعیت کے مطابق ارتداد اور فسق وفجور کی دفعات کے تحت کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور وہ کافر فاسق، فاجر یا منافق قرار پاتا ہے۔

اس پس منظر میں ہم جب قرآنی ھدایت یعنی ایصال الی المطلوب (دنیا کی کامیابی وکامرانی اور آخرت کی فوز وفلاح) پر نظر کرتے ہیں اور اپنی موجودہ ہیئت کذائیہ کی طرف دیکھتے ہیں تو قدم قدم پر ہمارے موجودہ طرز زیست طرز حکمرانی طرز معیشت ومعاشرت میں قرآنی تعلیمات سے انحراف واختلاف نظر آتا ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے

"یایھاالذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لایالونکم خبالا"

(اے ایمان والو! اپنوں (یعنی مسلمانوں) کے سوا کسی کو دلی دوست مت بناؤ(وہ تم کو تباہ کرنے میں کمی نہیں کرتے (کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے)۔(آل عمران:۱۱۸)

ان آیات بینات میں مسلمانوں کو مسلمانوں سے باہمی ربط رکھنے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں سے ایسے ربط سے منع کردیا گیا ہے جس سے وہ مسلمانوں کے داخلی معاملات، انتظامی معاملات مثلاً دفاعی معاملات وغیرہ پر مطلع ہوسکتے ہوں۔ بطانہ کا لفظ اس پر دال ہے۔ بطانہ کا مفہوم اہل علم ولغت سے مخفی نہیں ہے۔ یعنی اندرونی معاملہ بطن رازداری کے مفہوم میں بھی مستعمل ہے۔ اب ہم عالم اسلام کی مجموعی صورت حال کو دیکھیں تو اپنے دفاعی معاملہ میں وہ اغیار کے دست نگر ہیں اور بعض اسلامی ممالک کے دفاع کا معاملہ توسراسر اغیار کے ہاتھ میں ہے۔ جبکہ اغیار سے اس قسم کی دوستی رکھنے والے مسلمان قرآن کی حکم عدولی کی بنیاد پر سرے سے اسلامی لیبل بھی کھو بیٹھے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قرآن کی خلاف ورزی سے مسلمان اسلامی تشخص قائم نہیں رکھ سکتا۔

سودی معیشت پر اصرار بھی قرآنی تعلیمات سے انحراف کی دوسری بڑی مثال ہے لیکن اس سے بڑھ کر یہود و نصاریٰ کی دوستی ہے۔ قرآن حکیم نے متعدد بار اپنے ماننے والوں سے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ سے دوستی مت رکھو۔ یہ تمہارے سخت ترین دشمن ہیں۔ اور آپس میں یہ دونوں گروہ باہم ایک ہیں اور ان کی دوستی پر سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ انہیں میں سے ہے۔(سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۱)

اب ہم جب اس حکم کو موجودہ احوال کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو کوئی ایک بھی اسلامی ملک ایسا نظر نہیں آتا جس کے کارپردازان یہود و نصاریٰ کی دوستی پر فخر نہ کرتے ہوں۔ بلکہ بعض ممالک اسلامیہ میں ہیئت حاکمہ کے تغیر و تبدل میں یہود و نصاریٰ اس قدر دخیل ہوچکے ہیں کہ وہاں کی ہیئت حاکمہ اپنے خدا اور اس ملک کے عام مسلمانوں کے سامنے جوابدہی سے اتنی خائف نہیں جتنی یہود و نصاریٰ کے سامنے جوابدہی سے خائف ہے۔ صورت حال بایں جارسید کہ اگر یہود و نصاریٰ قرآن اور مہبط قرآن ﷺ کی توہین اور گستاخی کا مرتکب ہوں تو ہیئت حاکمہ قرآن اور مہبط قرآن ﷺ کی حمایت کرنے کی بجائے، غلودوستی یا مرعوبیت کی وجہ سے یہود و نصاریٰ کی حمایت میں صف بندی کرتے ہیں جبکہ تصدیق قرآن کے حوالے سے حمایت قرآن اور مہبط قرآن ﷺ ان پر واجب ہے۔

کلچر و ثقافت کسی قوم کی معتبر شناخت ہوتی ہے۔ جو اس کے باطن کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ کوئی ایسا کلچر جس کے افراد کے باطن پر وحی کی تعلیمات کی گرفت مضبوط ہو اس میں بے حیائی بے پردگی اور عریانی کبھی مسلط نہیں ہوسکتی کیونکہ قرآن حکیم میں اس بات کی تصریح کردی گئی ہے کہ انسان پر جملہ مصیبتوں کی ابتدا عریانی سے ہوئی ہے اور انسان کے ازلی دشمن نے انسان کو اعلیٰ اور ارفع مقام سے گرانے کے لئے جو ہتھیار استعمال کیا وہ صرف یہ تھا کہ

ينزع عنهمالباسهماليريهماسوأتهما

یعنی ان سے ان کالباس چھین لیا تاکہ ان کے اندر پوشیدہ جنسی برائی ہے ان پر ظاہر ہو۔ (الاعراف: ۲۷)۔

اب اگر ہم بحیثیت مسلم امہ اس بات پر غور و فکر کریں تو عالم اسلام میں چلنے والے سمعی و بصری ذرائع اور پرنٹ میڈیا میں فحاشی اور عریانی کے وہ مناظر دیکھنے میں آتے ہیں جنہیں دیکھ کر خود شیطان بھی شرماجاتا ہوگا۔ اس وقت حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب کسی بھی چیز کی صناعت کے ابلاغ کیلئے عورت کی نیم عریاں تصویر کو ضرور بالضرور شائع کیا جاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اسلامی ممالک کے صاحبان اقتدار ثقافت اور کلچر کے نام پر ناچ گانے کو سکول کی حد تک عام کرنے کے درپے ہیں اور

ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين آمنوا لهم عذاب اليم

کے مصداق ہو کر بھی وہ بڑی ڈھٹائی سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی امید لگائے بیٹھے ہیں جبکہ حکم یہ ہے کہ "اے نبی اپنی بیویوں، بچیوں اور مسلمان عورتوں کو کہہ دیجیئے کہ اپنی اوڑھنیوں کو نیچے کرکے رکھا کریں۔ تاکہ ان کی پہچان ہوجایا کرے (کہ یہ مسلمان عورتیں ہیں) اور ایذا نہ دی جائیں" (سورہ احزاب: ۵۹) گویا مسلمان معاشرے کی پہچان یہ ہے کہ وہاں کی عورتیں پردہ کرتی ہیں اور اگر خدانخواستہ کسی معاشرے کی عورتیں پردہ نہ کریں اور عریاں ہوجائیں تو وہ معاشرہ اسلامی شناخت سے بھی عاری ہوجاتا ہے جبکہ مسلمان معاشرے ثقافتی اقدار کے حوالے سے نہایت اعلیٰ نمونے پیش کرچکے ہیں جن کی تقلید آج بھی باعث فخر ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس ساری صورت حال کا حل کیا ہے؟ جواب صرف یہ ہے کہ

"يايهاالذين آمنوا آمنوابالله ورسوله والكتاب الذى نزل على رسوله" (النساء ۱۳٦)

پاکستان کے حوالے سے ہم کراچی میں جس صورت حال سے گزر رہے ہیں اولاً تو اس کا صحیح ادراک ہی نہیں کیاجارہا۔ ہمارے تفتیشی ادارے ناکام ہوچکے ہیں اور دشمن بڑی چالاکی سے ایک گروہ پر حملہ آور ہو کر صورت حال کو دوسرے رخ پر پھیر رہا ہے۔ یہ بات باور کرنا بہت مشکل ہے کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کا گلا صرف اس لئے کاٹنا چاہے کہ وہ مسلکاً اس کا ہم نوا نہیں ہے۔ اگر بفرض محال دشمن اپنی اس چال میں کامیاب ہو ہی جائے جیسا کہ بظاہر دکھائی دیتا ہے تو اس کا علاج صرف اور صرف یہ ہے کہ:

واعتصموابحبل للّٰہجمیعاولاتفرقوا واذکرونعمت اللّٰہعلیکم اذکنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا (آلعمران: ۱۰۳)

رب ذوالجلال نے اس آیت مقدسہ میں صاف صاف بیان فرمایا ہے دلوں کو جوڑنے کا ذریعہ صرف اور صرف "اعتصام بحبل اللہ" ہے۔ اس کے علاوہ دلوں کے جڑاؤ کے تمام ذرائع خواہ سیاسی ہوں یا انتظامی کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

رجوع الی اللہ اور **اعتصام بحبل اللّٰہ** اور اس عمل کے ساتھ اخلاص کے اظہار کی واحد صورت یہ ہے کہ قرآن کا حکم محاربہ جو حدود آرڈیننس کی صورت میں پہلے سے موجود ہے اس پر دلیرانہ عمل شروع کردیا جائے۔ مغرب کے سامنے شرمندگی کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر خدائے بزرگ برتر کے سامنے خفت اٹھانے سے بچنے کی بحیثیت قوم بصد صدق واخلاص کوشش کی جائے۔ اگر حکومت وقت حکم محاربہ کا عملی نفاذ کردے تو وہ دن دور نہیں جب کراچی تو کیا پورا پاکستان امن کا گہوارہ بن جائے گا۔

فاعتبروا یاولی الابصار

(حافظ غلام حسین)
مدیر مسئول